(١٥) شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ — بیٹا مرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ
عباس سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ — پابوسی سردار کے آداب بجا لاؤ

شبیرؑ مرا فخر ہے زہراؑ کا شرف ہے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے

(١٦) وہ دونوں برادر جو گلے مل چکے بارے — شبیرؑ سے فرمایا سنو اے مرے پیارے
تھے آپ کے نانا سے جو آئین ہمارے — عباسؑ بھی آئے گا یونہیں کام تمہارے

عباسؑ سے فرمایا امام اپنا سمجھنا
شبیرؑ سے فرمایا غلام اپنا سمجھنا

(١٧) یہ کہتے ہی شبیرؑ سے غش کر گئے حیدرؑ — اور جانب اللہ و پیمبرؐ گئے حیدرؑ
دیدار کے پیاسے لب کوثر گئے حیدرؑ — حیدرؑ کے پسر رونے لگے مر گئے حیدرؑ

غل پڑ گیا شہنشاہ ذی جاہ سدھارے
جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

مرثیہ

شہادت جناب امیرؑ

(١) ایماں کی جان کیا ہے محبت علیؑ کی ہے — راحت جو قبر کی ہے وہ الفت علیؑ کی ہے
سائل بکف ہیں سب وہ سخاوت علیؑ کی ہے — قاتل کو دی اماں وہ مروت علیؑ کی ہے

عادل ہو پیشوا ہو مدار المہام ہو
گر ہو نبیؐ کے بعد تو ایسا امام ہو

شہادت جناب امیرؑ

صدقے غلام تیری مصیبت کے یا علیؑ (٢) اے جانشین جناب رسالت کے یا علیؑ
قرباں لہو بھری تری صورت کے یا علیؑ ایام ہیں یہ تیری شہادت کے یا علیؑ
یہ ظلم بے جہت یہ ستم بے سبب ہوا
تلوار تیرے سر پہ لگی کیا غضب ہوا

19
انیسویں سے آپ کا ماتم ہے یا علیؑ (٣) خوں ہو گئے دلوں کا یہ عالم ہے یا علیؑ
دفتر جہاں کا درہم و برہم ہے یا علیؑ ماہِ صیام ماہِ محرم ہے یا علیؑ
مولا کی نذر کو گہرِ اشک لاتے ہیں
یہ روزہ دار آپ کے پُرسے کو آتے ہیں

مولا شگافتہ ہوا سجدے میں سر ترا (٤) بیت تباہ ہو گیا کوفے میں گھر ترا
سرور الم دلوں کو ہے شام و سحر ترا آقا انہیں دنوں میں ہوا تھا سفر ترا
عالم سے بے خبر تھے خضوع و خشوع میں
تلوار جب لگی تھی جھکے تھے رکوع میں

گھر میں خدا کے قتل ہوا روزہ دار ہائے (٥) ہے ہے امام ہاتے شہ ذوالفقار ہائے
اے خانہ زادِ حق شہِ طاعت گزار ہائے مولد حرم میں ہے تو نجف میں مزار ہائے
یہ بندگی نثار جنابِ امیرؑ کے
نکلے تو گھر سے مر کے خدا تے قدیر کے

لایا تھا زہر میں وہ جفا جو بجھا کے تیغ (٦) مولا گرے زمیں پہ سجدہ میں کھا کے تیغ
غش پر یہ کہ سر پہ لگی مرتضیٰ کے تیغ کھائی خدا کے شیر نے گھر میں خدا کے تیغ
گہرا ہے زخم فرقِ امامِ حجاز پر
سر سے ٹپک رہا ہے لہو جا نماز پر

(۷)
شیرِ خدا جو ہاتھوں سے تھامے تھے اپنا سر — خوں دونوں کہنیوں سے ٹپکتا تھا خاک پر
بھاگا جو ابنِ ملجم ملعون و بد سیر — پکڑا اُسے علی کے محبّوں نے دوڑ کر
لائے جو ہاتھ باندھ کے مولا کے سامنے
قاتل پہ مسکرا کے نظر کی امام نے

(۸)
فرمایا میں نے کون سی کی تھی تری خطا — پاداش نیکیوں کی یہی ہے جہاں میں کیا
کیا میں بُرا امام تھا اے بانیٔ جفا — رویا جو سر جھکا کے تو مولا نے یہ کہا
اس درد میں سبھی سبب مرض کی دوا ہیں ہم
باندھو نہ اس کے ہاتھ کہ مشکل کشا ہیں ہم

(۹)
لائے پسر جو گھر میں تو غش تھے امامِ پاک — کرتے تھے آہ آہ یہ آوازِ دردناک
چہرہ لہو میں تر تھا بھووں تک جبیں تھی چاک — زہرا کی بیٹیوں نے اُڑائی سروں پہ خاک
دیکھا جو سر کا زخم جگر تھرتھرا گیا
عباسِ نامدار کی ماں کو غش آگیا

(۱۰)
دونوں شبیں علی کو تڑپتے ہوئیں بسر — لیتے تھے اس طرف کبھی کروٹ کبھی اُدھر
رو کر دباتے پاؤں جو شبیرِ نامور — رہ جاتے تھے امامِ دو عالم ہلا کے سر
روداد تھی نظر میں مجسم حسینؑ کی
آواز سن کے روتے تھے زینبؑ کے بین کی

(۱۱)
جب بیسویں کا دن بھی تڑپ کر ہوا تمام — اُم البنینؑ سے چونک کے کہنے لگے امام
دو دن سے آہ سب کے سب بچے ہیں بے طعام — فاقہ میں اُن پہ گزرے گی کیا آج کی بھی شام
اچھا ہوں اب تو میں یہ عبث بیقرار ہیں
کھانا نہیں کھلاؤ کہ سب روزہ دار ہیں

بولے حسینؑ نیچے سے ہاتھوں کو جوڑ کر (۱۲) سب کھائیں پھر جو آپ تناول کریں اگر
فرمایا رزق اٹھ گیا مجبور ہے پدر پانی بھی اب گلے سے اترتا نہیں پسر
دعوت نبیؐ کی آج ہے گھر میں الہٰ کے
روزہ کھلے گا ساتھ رسالتؐ پناہ کے

غش کر گئے یہ کہہ کے شہنشاہِ خوش خصال (۱۳) طاری تھا ضعف حیدرِ کرار پر کمال
آیا میانِ نزع جو فرزند کا خیال آنکھوں کو کھول کر یہ حسینؑ سے کیا مقال
کلثومؑ کو نہ بھولیو زنہار اے حسینؑ
اس دکھ زدہ بہن سے خبردار اے حسینؑ

یہ دیکھ کر حسینؑ کا منہ یوں کیا کلام (۱۴) عباسؑ کا کوئی نہیں کر ہم ہوئے تمام
ہاتھ اس کا اپنے ہاتھ میں بیٹا حسینؑ تھام یہ ہاتھ آئیں گے بخدا کربلا میں کام
جب تو بلا کے دشت میں پانی نہ پائے گا
بچوں کی تیرے پیاس میں یہ کام آئے گا

زینبؑ پکاری پیٹ کے باحالتِ تباہ (۱۵) قربان جاؤ مجھ کو نہ سونپا کسی کو آہ
کھاؤں گی ٹھوکریں یہ جہاں کی خدا گواہ بے وارثی نہ مجھ کو بنا دے پنے الہٰ
رو کر کہا علیؑ نے عبث شور و شین ہے
تجھ غم زدہ کا کون سوائے حسینؑ ہے

اس کے لئے سہے گی نہ تو کون سی جفا (۱۶) خیمے سے نکلے گی بعد غم برہنہ پا
نامحرموں میں اس کیلئے ہو گی بے ردا اس کیلئے رسن میں بندھوائے گی گلا
ہو کر اسیر جائے گی زندانِ شام میں
اس کیلئے پھرے گی تو بلوائے عام میں

چپ ہو گئے یہ کہہ کے شہنشاہِ کائنات ـ (۱۷) ـ سمجھے یہ سب کہ غش میں ہیں شاہِ نکو صفات
کہ جس وقت باقی رہ گئی کچھ گھڑی وہ رات ـ تیغِ اجل نے قطع کیا رشتۂ حیات
تڑکا تھا نور کا سفر کر گئے علیؑ
سب شیعہ بے امام ہوئے مر گئے علیؑ

مرثیہ

شہادت جنابِ امیرؑ

یارو مہِ صیام کی انیسویں تھی شب ـ (۱) ـ بہرِ نماز صبح گئے سرورِ عرب
اعدا نے اس پہ بھی نہ کیا خوفِ قہرِ رب ـ مارا امامِ خلق کو سجدہ میں ہے غضب
محراب خون سے کعبۂ ایماں کی بھر گئی
شمشیر زہر دار جبیں سے اتر گئی

ضربت غضب کی تھی کہ اٹھایا گیا نہ سر ـ (۲) ـ غش ہو گئے زمیں پہ سلطانِ بحر و بر
کانپی زمیں و منبر و محراب بام و در ـ ارض و سما سے آتی تھی آوازِ الحذر
دو ٹکڑے دیکھ کر سرِ مشکل کشا علیؑ
اک شور تھا کہ قتل ہوئے مرتضیٰ علیؑ

کم تھا وہ گھر کہ جس میں نہ پہنچی ہو یہ صدا ـ (۳) ـ دوڑے گھروں سے لوگ کھلے سر پیادہ پا
دیکھا لہو بھرا جو رخِ شاہِ لافتیٰ ـ چلائے سب کہ ہائے علیؑ ہائے مرتضیٰ
تھے قبلہ رو امام حجازی پڑے ہوئے
سر پیٹتے تھے گرد نمازی کھڑے ہوئے